السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا حدیث وحی الہی نہیں ہے۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خدا کے جانچنے کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ اپنے بندوں کو مختلف امور سے آزماتا ہے۔ مسلمان شیطان مردود کے جال میں آکر کن کن گمراہ کن فرقوں میں پھنس گئے ہیں۔ **لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ** مانتے ہوئے بھی تقلید شخصی میں بتلا ہے۔ کوئی احادیث نبوی کو سرے سے اُڑاتا ہے جس کا جوجی چاہتا ہے۔ کر گزرتا ہے کچھ عرصہ سے ایک نیا فرقہ رونما ہوا ہے۔ جو منکر حدیث ہے۔ صرف قرآن متلو ہی کو اپنا لائحہ عمل بتاتا ہے اور احادیث صحیحہ کی تردید میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے مگر مسلمانوں یاد رکھو! کبھی بھی احادیث نبویہ باطل پرستوں کے زور سے نہیں مٹ سکتیں۔ جس طرح قرآن متلو وحی الہی ہے۔ اسی طرح احادیث صحیحہ بھی وحی الہی ہیں۔ یہ قرآن کے بالکل خلاف نہیں بلکہ اس کی مفسر ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ٤٤

اے نبی اُمی ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہاکہ آپ لوگوں کو کھول کر بتائیں۔ امید ہے کہ غور وفکر کریں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ١٦ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ١٧ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ١٩

اس تبین اور بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ حضور پر نور اپنی زبان الہام ترجمان سے قرآن کے معنی ومطالب اور تفسیر وتفصیل کرتے تھے۔ وہ من جانب اللہ ہی تھا۔ کیونکہ نبی کا ہر فعل وقول امر ونہی بحکم الہی ہوتا ہے فرمایا!

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

آپ اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات نہیں بناتے بلکہ وہی کہتے ہیں جن کا حکم ہوتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اے مسلمانوں! تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں بہتر نمونہ ہے رسول کا نمونہ ہمیں احادیث ہی میں ملتا ہے۔ آپ مشکل امر کی تفسیر کرتے اور مجمل امر کی توضیح کرتے تھے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ **اقیموا الصلوة** نماز درست کرکے ٹھیر ٹھر کر پڑھا کرو۔ اس کا ذکر متعدد جگہ میں ہے لیکن کس طرح ادا کریں کتنی رکعتیں ادا کی جایئں؟ قرآن متلو نہیں بتاتا اسی طرح روزہ حج ذکواۃ وغیرہ ہیں۔ جب یہ امر بالکلیہ ثابت ہوگیا کہ احادیث صحیحہ بھی من جانب اللہ ہیں تو جس طرح قرآن متلو کا محافظ بھی باری تعالیٰ ہے۔ اسی طرح احادیث کا محافظ بھی باری تعالیٰ ہے۔ جس طرح قرآن میں ایک حرف ردو بدل نہیں بعینہ اسی طرح احادیث کے لفاظ بھی ثابت ہیں۔ یہ لوگ حدیث پر کئی ایک اعتراض کرتے ہیں۔ جو ان کی نافہمی اور کج روی پر دال ہیں۔ ان شاء اللہ بالترتیب ہر اعتراض کا جواب دیتا چلوں گا۔

اعتراض نمبر 1

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسول سے مراد قرآن ہے۔ یعنی تمہارے لئے اللہ کے قرآن میں بہتر نمونہ ہے۔ اسی طرح قرآن میں جہاں کہیں بھی رسول کا لفظ آیا ہے۔ قرآن ہی کے معنی میں ہے۔ ؟

جواب۔ نمبر 1

اگر رسول سے مراد قرآن ہے۔ تو اس آیت کے کیا معنیوں گے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٢

ترجمہ۔ وہی ذات ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک رسول (قرآن) بھیجا۔ جواُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کو (عقائد باطلہ سے) پاک کرتے

ہیں۔ اوران کوکتاب ودانش مندی (کی باتیں) بتاتے ہیں۔ کیا اس کا یہی ترجمہ ہوگا۔ ؟

دوسری جگہ فرمایا!

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ   وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ١

ترجمہ۔ جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں۔ توکہتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول (قرآن) ہیں۔ اوریہ تواللہ کو معلوم ہے کہ آپ بے شک اللہ کے رسول (قرآن ہیں) ع۔ تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

اعتراض نمبر2

سورہ نحل میں ارشاد خداوندی ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

ترجمہ۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور خاص مسلمانوں کے واسطے بڑی رحمت اور خوش خبری ہے دوسری جگہ فرمایا!

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ٨٩

ہم نے لوگوں کی (ہدایت) کے لئے۔ اس قرآن میں ہر قسم کے (ضروری اور) عمدہ مضامین بیان کیے ہیں۔ تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ تیسری جگہ فرمایا !

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا

اس نے تمہارے پاس ایک کامل کتاب بھیج دی ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے مضامین صاف کردیئے ہیں۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لیے قرآن ہی کافی ہے۔ اور بس حدیث کی کوئی ضرورت نہیں۔

جواب۔ ہاں یہ بجا اور درست ہے۔ ہم کب اس سے انکار کرتے ہیں۔ ؟ واقعی قرآن اللہ کی بڑی باعظمت کتاب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ تمام کتابوں سے افضل اور برتر ہے۔ لیکن بتاؤ کس جگہ حضور ﷺ نے اس قرآن کے خلاف لب کشائی کی ہے۔ انہوں نے بھی تو تم جیسے کم فہم نام کے مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے اس کی تشریح کردی وہی تو حدیث ہے۔ اگر تم اس کو نہیں مانتے تو آؤ ہم بھی چند باتیں دریافت کرتے ہیں۔ اللہ پاک رسول ﷺ کے اس بھید کی کیفیت بیان فرماتا ہے۔ جس کو آپ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں سے پوشیدہ رکھا تھا۔ فرمایا!

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ   فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا   قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ٣

یہ کونسی بات تھی کہ جس کو حضور ﷺ نے اپنی بعض بیویوں سے پوشیدہ رکھا تھا۔ اور بعض کو جتلا دیا تھا۔ کیا قرآن نے دوسری جگہ اس بھید کو بتلایا دوسری جگہ فرمایا!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ

ترجمہ۔ کیا آپ ﷺ ان لوگوں پر نظر نہیں فرماتے جن کو سرگوشیوں سے منع کردیا گیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ وہی کام کرتے ہیں۔ جس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ وہ کون سی سرگوشی تھی۔ قرآن نے دوسری جگہ کہیں اس کا زکر کیا ہے۔ تیسری جگہ ارشاد ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ   وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ   وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ   إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ١٤٣

ترجمہ۔ جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہوجائے کہ کون ہمارے رسول کی اتباع کرتا ہے۔ اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ تحویل قبلہ سے پہلے کون سا قبلہ تھا؟ اوراس کا حکم کونسی آیت میں ہے۔

اعتراض نمبر3

چونکہ حدیثوں میں تقدیم وتاخیر ہے۔ ایک ہی لفظ کو کسی راوی نے مقدم اور کسی نے موخر کسی نے گھٹا دیا اور کسی نے زیادہ کردیا۔ یعنی روایت بالمعنی ہے۔ اور یہ جائز نہیں اس لئے حدیثیں مانی نہیں جاسکتیں۔

جواب۔

اگر واقعی روایت بالمعنی ہی کی وجہ سے حدیث رسول چھوڑی جاتی ہے۔ تو آؤ میں بھی قرآن کریم میں مختلف جگھوں پر نقل بالمعنی بتائے دیتا ہوں۔ اللہ پاک جادوگروں کے کلام کو نقل بالمعنی ہی سے بیان فرماتا ہے۔ سورۃ شعراء میں ارشاد ہوتا ہے۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ٤٦ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ٤٧ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ٤٨

خدائی نشانی) دیکھ کر جادوگر ایسے متاثر ہوئے۔ کہ سب کے سب سجدے میں گر پڑے اور (پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین جو موسیٰ وہارون کا رب ہے اسی مضمون کو سورۃ طہٰ میں یوں فرمایا۔)

فَأُلقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِين ٤٦ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ العَالَمِين ٤٧ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُون ٤٨

یعنی جادوگر سجدے میں گرگئے اور (باآواز بلند) کہا ہم تو ہارون اور موسیٰ کے پروردیگار پر ایمان لے آئے۔ صرف لفظی فرق ہے۔ دونوں آیتوں کا مفہوم ایک ہے۔ وہ تو جادوگروں کا قول منقول تھا۔ اب اپنے نبی کے ایک ہی قول کو مختلف انداز میں نقل فرماتا ہے۔ سورۃ نحل میں فرمایا!

ذْقَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ٧

سورۃ قصص میں یوں کیا۔

فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ١٠

سورۃ طٰہٰ میں یوں فرمایا۔

إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ١٠

ناظرین اب آپ ہی پر انصاف کا دارومدار ہے۔ بات تو اتنی تھی کہ موسیٰؑ جب مدین سے واپس ہوئے تورات کی تاریکی میں راستہ بھول گئے دور سے کچھ روشنی معلوم ہوئی آپ نے اپنے اہل سے فرمایا یہیں ٹھہرو میں آگ دیکھ رہا ہوں یا تو آگ لاؤں گا یا راستہ پوچھ لوں گا۔ یہ تو نبی کے کلام کی نقل تھی۔ اب آیئے خود باری تعالیٰ ایک ہی امر کی تلقین موسیٰؑ کو چند مواقع پر کئی طرح کرتا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں فرمایا!

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

یعنی تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی دبایئں بغل میں دے تو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (لعرض) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا اسی مضمون کو سورۃ قصص میں یوں فرمایا۔

اسلک يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

سورۃ نحل میں یوں زکر ہے۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

اب بتاؤ کیا قرآن بھی چھوڑ دو گے۔

طریقہ نقل قرآن ہی سے بتایا

محدثین کرام نے حدیث کی اسناد قرآن ہی سے سیکھی ہے۔ اخبرنا۔ انبانا کے زریعے نقل حدیث کا طریقہ قرآن ہی سے سیکھا ہے۔ سورۃ تحریم میں فرمایا!

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ٣

ترجمہ۔ جب کے نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو بتلادی۔ اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے) اس کی خبر کر دی۔ آپ نے اس ظاہر کردینے والی بی بی کو تھوڑی سی بات تو جتلادی۔ اور بعض باتوں سے اعراض کر گئے۔ بی بی نے پوچھا کہ یہ خبر آپ تک کیسے پہنچی؟ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے خبر کر دینے والے نے خبر کر دی۔

طریقہ جانچ قرآن ہی سے اخذ ہے۔

محدثین کرام نے راویوں کی جانچ پڑتال کا طریقہ بھی قرآن ہی سے اخذ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ٦

جب تمہارے پاس کوئی فاسق کسی قسم کی خبر لائے تو پرکھ لیا کرو اس سے انہوں نے راویوں کی جانچ کا طریقہ ہم کو بھی سکھا دیا ہے۔ پھر یہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے غلط باتیں اکھٹی کر دی ہیں۔ ناظرین اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر ایک پیش گوئی اسی طرح ثابت ہو کر رہی۔ جس طرح آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا تھا۔ بعض تو ایسی ہیں جو آپ ﷺ کے ہی عہد مبارک میں پوری ہویئں۔ اور بعض کا وقوع عہد خلافت میں ہوا۔ اور بعض ایسی بھی ہیں جو محدثین کے چل بسنے کے بعد ظاہر ہویئں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ غیب کی خبر تو اللہ ہی کو ہے۔ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسولوہ غیب کسی کو ظاہر نہیں کرتا۔ سوائے اس رسول ک جس سے وہ خوش ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کا رسول ﷺ جھوٹا نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ کی وحی کی ہوئی بات لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ نمونہ کے طور پر دو چار یہاں بتائے دیتا ہوں۔

عن انس بن مالک یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی ام حرام بنت ملحان فتطعمہ وکانت ام حرام تحت عبادۃ بن صامت فدخل علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطعمتہ وجعلت تفلی راسہ فنام رسول اللہ صلی اللہ-1 علیہ وسلم ثم استیقظ وھو یضحک قالت فقلت ما یضحک یا رسول اللہ قال فاس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ یرکبون بثج ہذا البحر مثل الملوک علی الاسرۃ

الحدیث بخاری جلد اول ص 391) ام حرام بھی آپ ﷺ کی رضاعی خالہ ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ اکثر ام حرام کے گھر جایا کرتے تھے۔ وہ ان کو کچھ کھلاتی پلاتیں پھر آپ سو جاتے یا چلے جاتے۔ ایک روز آپ ان کے یہاں)

سوئے تھے یکایک مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام نے وجہ دریافت کی فرمایا میری امت کے وہ غازی دکھلائے گئے جو سمندر میں جہاد کے لئے سفر کریں گے ۔ وہ اپنے جہازوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے ۔ ام حرام نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے دیا کر دیجئے کہ اللہ مجھے بھی انھیں میں سے بنا دے ۔ آپ ﷺ ان کے لئے دعا کر کے سوگئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام نے سبب پوچھا فرمایا میرے سامنے وہ جماعت پش کی گئی ۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گی ۔ پھر ام حرام نے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلے گروہ میں سے ہو آپ کی یہ پش گوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں پوری ہوئی ۔

فوکبت البحر فی زمان معاویۃ بن ابی سفیا نفصر عتعن وا بتہا حین خرجت من البحر فہلکت

اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ہمراہ عہد معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جزیرہ طبرس کی لڑائی میں شامل ہوئیں جہاد کی واپسی میں جب جہاذ سے اتریں تو ان کے لئے سواری لائی گئی اس سے گر کی شہید جنت کو سدھاریں دوسری روایت میں ہے ۔ کہ ان کو جنت کی بھی خوش خبری مل گئی تھی ۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

بخاری جلد نمبر ص 21) میری امت کا پہلا گروہ وہ جو سمندر میں جہاد کے لئے جائے گا بے شک وہ جنت کا حقدار ہوگا اور دوسرا گروہ وہ تھا جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوا یہ لڑائی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں) ہوئی جب کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے 52 ھ سنہ میں بھیجا تھا ۔ دیکھو بخاری پارہ 11 صفحہ 409

2 ۔ آپ ﷺ کی پش گوئی تھی ۔

ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فلتین عظیمتین من المسلمین

بخاری پ 10 ص 373) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ۔ جب یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام میں پہنچی ۔ تو انہوں نے اس کو پسند نہیں اور لڑائی کا) سامان طرفین سے ہوگیا قریب تھا کہ دونوں جماعتوں میں تصادم ہو جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کا پیغام عبد الرحمان بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت بھیجا وہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ ہوئے اور صلح کا پیغام دیا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں واپس ہو جاؤں اور وہ پیچھے سے حملہ کر دیں تو اس کا ضامن کون ہوگا ۔ ان دونوں نے کہا اس کے ضامن ہم ہیں ۔ بالآخر صلح کر لیتے ہیں ۔ اس وقت حسن بصریؒ کہتے ہیں ۔ کہ بے شک میں نے ابا بکرہ سے کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز خطبہ دے رہے تھے ۔ اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں کھڑے تھے ایک مرتبہ آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک مرتبہ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہے تھے ۔ ان ابنی ہذا سید بلاشک میرا یہ بیٹا سردار ہے ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے زریعہ ایک دن دو بڑی بڑی مسلمانوں کی جماعتوں میں صلح کرائے گا اس طرح خدا کے رسول کی پش گوئی (حدیث) بعینہ سچی ثابت ہوئی ۔

3 ۔ آپ نے فرمایا ! لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فلتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ و عواہما واحدۃ الحدیث

صحیح بخاری) قیامت سے پیشتر دو جماعتوں میں سخت جنگ و جدال ہوگا ۔ اور دونوں کے دونوں مسلمان ہوں گے ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عرصہ تک تنازع رہا اس کے شواہد) میں معرکہ صفین پش نظر رہے جس میں دونوں اپنے کو خلافت کا حقدار ٹھیراتے رہے ۔

4 ۔ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا ۔ کیف بک اذا لبست سواري کسري (بیہقی) تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن پہنائے جائیں گے ۔ سراقہ وہی سراقہ جن کو کفار نے حضور ﷺ کو جان سے مار ڈالنے کے لئے آمادہ کیا تھا اور انعام بھی مقرر کیے تھے ۔ سراقہ نے چند نوجوانوں کے ہمراہ حضور ﷺ کا پیچھا کیا ۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دیکھا تو آپ سے فرمایا دشمن یہاں تک آ پہنچا جواب ملا ۔ ان اللہ معنا خوف کی کوئی بات نہیں ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے ادھر سراقہ اپنے گھوڑے کی باگ تیز کرتے ہوئے بالکل نزدیک پہنچ گئے خدا کی شان کہ یک لخت ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے وہ بہت ہی پریشان ہوئے اور آپ کے نبی ہونے کا یقین ہوگیا ۔ اور گویا ہوئے اے محمد ﷺ ! آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں ۔ اب مجھ سے ایسی حرکت نہ ہوگی ۔ بلکہ جو شخص میرے پیچھے آپ کی گرفت کے لئے آ رہا ہے ۔ اس کو بھی واپس کر لوں گا ۔ مجھے اس بلا سے نجات دلایئے ۔ آپ نے دعا فرمائی وہ نجات پاگئے پھر سراقہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ مکہ پر فاتح کی حیثیت سے آئیں گے ۔ تو شاہد ہیں آپ کی فوج سے مارا جاؤں اس لئے ایک دستاویز لکھ دیجئے کہ میں اس وقت اس کو دکھلا کر آپ کی فوج میں امن سے رہ سکوں آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ! لکھ دو حکم کی تعمیل کی گئی ۔ سراقہ نے اس کو اپنے گلے کا تعویز بنا لیا جب مکہ فتح ہوا تو سارے کے سارے قید کیے جا رہے تھے ۔ اس وقت سراقہ نے حضور ﷺ کا دیا ہوا امن نامہ دکھلایا ۔ لوگوں کو بہت تعجب ہوا اور ان کو پکڑ کر حضور ﷺ کے دربار میں لائے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا ہی دیا ہوا ہے ۔ سب نے ان کو اپنے دامن میں لے لیا اور سراقہ سے فرمایا ۔ کیف بک اذا لبست سواري کسري اب دیکھئے یہ پشن گوئی ٹھیک اس طرح ظاہر ہوتی ہے ۔ جس طرح آپ نے فرمایا تھا ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں 21 ہجری سنہ میں ایران فتح ہوا ایران کے بادشاہ کے خزانے اونٹوں پر لاد کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں لائے گئے ۔ سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس فتح میں پش پش تھے ۔ بیہقی کی دوسری روایت میں ہے ۔ کہ سراقہ کو جب ہرمز کے کنگن پہنائے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے ۔ کہ جس نے کسریٰ بن ہرمز جو اپنے آپ کو رب الناس کہلاتا تھا ۔ کے کنگن چھین کر سراقہ اعرابی مدلجی کو پہنائے ۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ! کہ یہ کنگن نبی کریم ﷺ کی پش گوئی کے مطابق پہنائے گئے ۔ اور حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک زندہ رہے فتح ایران کے چند سال بعد 42 ہجری سنہ میں دنیا سے کوچ کر گئے ۔

5 ۔ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فی اخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارئیتکم لیلتکم ہذہ فان راس مائۃ سنۃ منہا لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض احد

بخاری کتاب العلم) نبی کریم ﷺ کا یہ دستور تھا ۔ کہ جب کوئی اہم بات بتانی مقصود ہوتی تو پہلے اکثر سوال کے طریق پر کلام کو شروع فرماتے اپنی آخری حیات میں صحابہ کرام کو عشاء کی نماز کے بعد فرمایا کہ اس تاریخ اس مہینے کو) نوٹ کر لو ۔ کیونکہ سو سال کے بعد سب دنیا کو خیر آباد کہہ دو گے ۔ یعنی تم میں کا ایک بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہے گا ۔ چنانچہ آپ کا سچا فدائی عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو سال کے آخری دن بعد عصر اس دنیا سے رحلت کر جاتا ہے سچ ہے ۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ الخلافۃ ثلثون سنتم ثم تکون ملکا (احمد ابو داود۔ ترمذی) یعنی خلافت 1 راشدہ تیس سال تک رہے گی۔ 6

اس کے بعد بادشاہت ہوجائے گی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوت ہوجانے کے بعد

۔ خلفائے راشدہ پانچ ہوئے ہیں۔ حضرت ابو بکر و عمر۔ و عثمان و علی و حسن رضوان اللہ عنہم اجمعین حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بھی چھ مہینے رہی امام نووی نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء جلد اول ص 158 میں 1 زکر کیا ہے۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص 74 میں اسی طرح امام ابن قتیبہ کی کتاب الامامت و سیاست مطبوعہ مصر ص 135 میں دیکھو اسی طرح کل تاریخوں میں مرقوم ہے۔

حضرت حسن خلیفہ ہوئے۔ جوں ہی خلافت کو تیس سال پورے ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپرد کرکے دست بردار ہوجاتے ہیں۔

۔ انکم ستفتحون ارضا یذکر فیہا القیراط فاستوصوا خیرا فان لہم زمۃ و رحما فلاذا رایتم رجلین یقتتلان علی موضع لبنۃ فاخرج منہا 7

مسلم) ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم عنقریب اس ملک کو فتح کرلوگے جہاں سکہ قیراط ہے۔ تم وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پش آنا۔)

کیوں کہ ان کے زمہ اور رحم کے حقوق حاصل ہیں پھر ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ برابر زمین پر جھگڑتے دیکھنا تو وہاں سے چلے آنا اس حدیث میں دو پش گویئاں ہیں۔ اولفان لہم ذمۃ و رحما حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عمر بن عاصر ضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا۔ تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خط لکھا کہ یہاں کے باشندوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہلھم ذمتہ و رحما ان کے ساتھ رحما اچھا برتاؤ کرو۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عاصر ضی اللہ تعالیٰ عنہ سب قیدیوں کو رہا کردیتے ہیں۔ زمہ دار رحم اس لئے فرمایا تھا کہ مصر آپ کا یہاں سسرارج مل تھا۔ کیونکہ حضرت ہاجرہؑ اور ماریہ قبطیہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ مصر کی باشندہ ہیں۔ بیھقی اور ابو نعیم میں مصر کا لفظ صراحتہ موجود ہے۔ دوماذا رایتم رجلین یقتتلان علی موضع لبنۃ فاخنہا فتح مصر میں ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ربیعہ اور عبد الرحمٰن بن شرجیل اینٹ برابر زمین کے لئے جھگڑ رہے ہیں۔ اسی وقت ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے آتے ہیں۔ دیکھا چند ہی سال کے بعد مصر بھی فتح ہوا اور اس کے سارے واقعات سچے ثابت ہوئے۔ سچ کیوں نہ ہو جب کہ صادق المصدوق کا ارشاد ہے۔

۔ دشمنوں کے حملوں کی خبر سن کر مدینے کے ارد گرد سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق خندقیں کھودی جانے لگیں۔ آپ ﷺ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ہمراہ مٹی ڈھونے میں مصروف 8 تھے۔ اور زبان مبارک سے یہ رجز ادا کررہے تھے۔

واللہ لولا انت ما اتدریتا ولا و تصدقنا ولا صلینا فانزلنا سکینۃ علینا ان الاولی قد یفوا علینا

اسی اثنا میں ایک بڑا پتھر نمودار ہوا جس پر کدال کا بالکل اثر نہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو جب خبر ہوئی تو کدال دست مبارک سے تھاما۔ اور تین ضربیں لگایئں۔ پہلی میں ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا فرمایا! اللہ اکبر انی اعطیت مفاتح الشام ملک شام کے خزانے عطا کے گئے۔ خدا کی قسم میں وہاں کے سرخ سرخ پتھروں کو دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب لگائی ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ فرمایا اللہ اکبر انی اعطیت مفاتح الفارس واللہ انی لابصر تصر المدائن الا بیض

مجھے ملک فارس کے خزانے یا کنجیاں عطا کی گئیں۔ واللہ میں مدائن کے سفید محلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ تیسری ضرب لگائی پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور فرمایا۔ اللہ اکبر انی اعطیت مفاتح الیمن واللہ انی لابصر ابواب صنعاء من مکاء الساعۃ

مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ واللہ میں اس وقت یہاں سے شہر صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں (بیھقی و ابو نعیم) یہ سارے ممالک خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہوئے۔ مگر غور کرنے کی بات کہ اسلام اس وقت بالکل غربت و کمزوری کی حالت میں تھا۔ پھر اس وقت ان ممالک کی فتوحات کی پش گوئی کرنا سوائے اللہ کے نبی ﷺ کے دوسرے لب ہلا نہیں سکتا۔

۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلا ہذہ الایۃ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکون امثالکم قالو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہولاء الذین ذکر اللہ ان تولینا استبدل لو بہ ثم لایکونوا امثالنا فضرب علی فخذ سلمان الفارسی 9 ثم قال ہذا و قومہ ولو کان الذین عند الثریا لتنا والرجال من اہل الفارس

رواہ ترمذی۔ مشکواۃ جلد 2 صفحہ 58) رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعینکی مجلس میں سیرت محمد ﷺ کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔)

وَاِن تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ ۳۸

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کے حکم سے روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعینے دریافت فرمایا وہ کون حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زکر فرمایا کہ اگر روگردانی کرلیں تو وہ ہم سے بہتر قوم سے آئے گا۔ آپ نے سلمان فارسیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ران پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ یہ اور اس کی قوم لو کان الذین الثریا لتنا ولہ رجال من الفرسا گر دین ثریا تک بھی چلا جائے جب بھی فارس کے لوگ اسے ڈھونڈھ لائیں گے یعنی اسلام قریب المرگ بھی ہوجہالت پھیل گئی۔ ہو اس وقت دین کا جہاں بھی کچھ چرچا ہوگا فارس کے ی باشندے اسے ڈھونڈھ لایئں گے اب اس پش گئی کے مطابق امام بخاری امام مسلم ابو داؤد۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیم کے سوانح پر غور کرو کہ وہ سب حضرات ملک فارس کے باشندے ہیں بخاری کے جامع ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔ مسلم کے ابوالحسن مسلم بن حجاج نیشا پور۔ ابوداود کے جامع ترمذی کے ابو عیسیٰ محمد بن سورہ قریہ بوغ نسائی کے جامع ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسا۔ ابن ماجہ کے ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ ربعی قروین کے باشندے ہیں اور یہ سب مقام فارس ہی میں واقع ہیں۔

۔ یوشک الرجل متکئا علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بینکم کتاب اللہ عزوجل فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ الا وان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ ابن ماجہ باب تعظیم حدیث رسول اللہ 10 صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے تحت مسند پر بیٹھا ہوا ہوگا جب اس کی کوئی حدیث میری حدیثوں میں سے سنائی جائے گی تو وہ کہے گا بس ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی فیصلہ کرنے والی ہے۔ پس جو کچھ ہم اس میں حلال پادیں گے صرف اسی کو حلال جانیں گے۔ اور جو کچھ اس میں حرام پاویں گے اسی کو حرام جانیں گے۔ خبردار سن رکھو جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا ہے۔ وہ مثل اس کے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس پش

گوئی کے مطابق ہم مولوی عبداللہ چکڑالوی وغیرہ کو پاتے ہیں۔ جو اپنی مسند پر بیٹھ کر احادیث نبویہ سے انکار کرتے ہیں اور ان کی توھین کرتے ہیں صرف کتاب اللہ کو بیان شرائع کے لئے کافی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے بے اصول و بے قاعدہ اجتہاد سے جیسی بن آوے ہانک دیتے ہیں۔

11۔ عن عدي بن حاتم قال بینا انا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتاہ رجل فشکا الیہ الفاقۃ ثم جاءہ اخر فشکا الیہ قطع السبیل فقال یا عدي ہل رایت الحیرۃ قلت لم ارہا وقد انبئت عنہا قال فان طالت بک حیاۃ لترین الظعینۃ ترحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف احدا الا اللہ قلت فیما بینی وبین نفسی فاین دعاء الذین قد سعروا البلاد (الحدیث)

بخاری پارہ نمبر 14) عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اس نے فاقے کی شکایت کی دوسرا آیا اور اس نے ڈاکوؤں کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم دیکھ لوگے۔ کہ ایک بڑھیا حیرہ سے اکیلی چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی ہوگی عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں ہی کہا کطے کے ڈکیت کدھر جائیں گے جنہوں نے تمام بستیوں کو اجاڑ رکھا ہے پھر فرمایا۔

ولئن طالت بک حیوۃ لتفتحن کنوز کسري ابن ہرمز قلت کسري بن ہرمز قال کسري ابن ہرمز

اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے کو کھولو گے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز فرمایا کسریٰ بن ہرمز۔ پھر فرمایا

ولئن طالت بک حیوۃ لترین رجل یخرج ملاء کفہ من ذہب او فضۃ یطلب من یقبلہ فلا یجد احدا یقبل منہ

اگر تیری عمر دراز ہوئی تم دیکھو گے کہ زکوٰۃ کا مال لو گدر دلئے پھریں گے مگر اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسیس بڑھیا کو بھی دیکھا جو کوفہ سے تن تنہا حج کو آئی تھی۔ اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ تھا میں خزائن کسریٰ کی فتح میں تو شامل ہی تھا۔

ولئن طالت بکم حیوۃ لترون ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ملاء کفہ

اور تیسری بات کہ اے لوگے تم دیکھ لوگے امام بیہقی کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی سلطنت میں تیسری بات پوری ہوگئی وہ وقت ایسا تھا کہ ذکوٰۃ نکالنے والے کو تلاش کرنے پر بھی فقیر نہ ملتا تھا۔ اور وہ اپنا مال گھر لے جایا کرتا تھا۔

12۔ لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری ص 509 پ 14) آپ ﷺ نے فرمایا! کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت میں تیس دجال کذاب نہ ہولیں۔ ہر ایک ان میں سے یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اس حدیث کے مطابق ہم اپنے زمانے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ دیکھتے ہیں جن کی ایک بات بھی صحیح نہیں۔ گزشتہ اقساط میں 12 پیش گوییاں درج کی جاچکی ہیں۔ اب اس کے آگے ناظرین کرام! مطالعہ فرمائیں اُسی کی ضمن میں دوسری حدیث پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد آگے قدم بڑھاؤں گا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما انا نائم رایت فی یدي سوارین من ذہب فاہمنیشا نہما فاوحی فی المنام ان انفخہما فنفختہما فارافا ولتہما کذابین یخرجان بعدي فکان احدہما العنیسی والاخر مسیلمۃ صاحب الیمامۃ

بخاری پارہ 14) صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خواب کی کیفیت بیان کی۔ فرمایا کہ میں نے آج نیند میں اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے مجھے اس سے بہت ہی نفرت ہوئی اور بہت شاق گزرا اسی وقت حکم الٰہی ہوا کہ تم ان دونوں کو پھونک دو میں نے ویسا ہی کیا فوراً دونوں مجھ سے دور ہوگئے۔ پھر اس ک بعد اس کی تاویل بیان فرمائی کہ دو کنگن سے مراد یہ ہے کہ دو کذاب مدعی نبوت میرے بعد ہی نکلیں گے راوی نے کہا کہ وہ مسیلمہ اور عنسی ہے۔ نیز نفخ سے پتہ چلا کہ وہ دونوں ہلاک ہوں گے۔ اور کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ عنسی کا عروج آپ ﷺ کی آخری حیات میں ہوا۔ اور مقام صنعا میں اس کے بہت سے معتقد ہوگئے۔ صنعا میں رسول اللہ ﷺ کے عامل باذاں سے ظلما ان کی بیوی تلف ہوگئی اور یہی اس کی موت کی سبب بنی۔ جب عنسی نے مرزبانہ کو اپنے گھر میں بند کر دیا اور جبرا اس سے نکاح کر لیا تو فاادویہ نامی ایک آدمی نے کسی موقع سے اس کے گھر میں گھس کر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور مرزبانہ کو نکال کرلے آیا۔ بالاخر معمولی سی جھڑپ کے بعد اس کے معتقدوں کا کام بھی تمام ہوگیا اسی طرح مسیلمہ کذاب کا عروج خلافت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ اور اس کے پیروں کی تعداد غالباً ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ مسلمانوں سے سخت لڑائی ہوئی اس کو وحشی نے اس طریقے سے مارا جس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہید کیا تھا وحشی نے اس کے بعد کہا کہ میں نے حالت کفر میں خیر الناس کو قتل کیا تو اسلام کی حالت میں ایک شرار الناس کو بھی جہنم رسید کردیا۔ حضرات اگرچہ یہ پیش گوئی نہیں تھی۔ تاہم یہ حدیث کے صحیح ثابت ہونے کا ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ ﷺ کو خواب میں بھی وحی آیا کرتی تھی۔ قرآن نے توصاف صاف بتادیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ

پس میرے دوستو! کیا اتنی واضح اور روشن دلیل کے باوجود بھی احادیث نبویہ حجت نہ تسلیم کی جائیں گی۔

13۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضی اعناق الابل ببصری

قیامت نہیں آئے گی جب تک حجاز میں ایسی آگ رونما نہ ہو جو بصریٰ کے اونٹوں پر اپنی روشنی ڈالے یہ پیش گئی صحیحین میں مرقوم ہے۔ اور 654 کے بعد ثابت ہوئی۔ یہ آگ پہلی جمادی الثانی 654 سـ ھ میں حجاز سے نمایاں ہوئی دوسرے روز بڑے زوروں کا زلزلہ آیا شدت وحرارت کی روزافزوں کی ترقی ہوتی رہی اس کا شعلہ بحر موج سے مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کی روشنی بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی حالانکہ بصرہ کے بدووں نے بھی اپنے اپنے اونٹوں کی شناخت اسی روشنی کی بدولت کی حالانکہ حجاز اور بصریٰ کے درمیان کافی دوری ہے۔ اس کی لپٹ سے کتنے ہی انسان و نباتات جھلس گئے۔ جمادات پگھل پڑے۔ چرند و پرند کے بھاگنے کا ٹھکانہ نہ تھا۔ روز بروز اس میں بڑھوتری ہو رہی تھی۔ اس کا رخ شہر مدینہ کی طرف بڑھتا گیا۔ جمعہ کی شب کو باشندگان مدینہ نے مسجد نبوی ﷺ میں بڑے ہی گریہ زاری اور تضرع کے ساتھ کاٹی باوجود اس شدت وحِن کے مدینہ طیبہ مامون رہا۔ اور اس کا کچھ اثر نہ ہوا اس کے علاوہ آتش فشانی کی کیفیت لکھنے والوں نے مختلف انداز میں تحریر کی ہے۔

۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی تقاتلواالترک صغراالاعین حمرالوجوہ ذلف الانوف کان وجوہھم المجان المطرقۃ14

بخاری باب قتال الترک جلداول و مسلم ج2 ص 395) قیامت نہ قائم ہوگی جب تک تم ان ترکوں سے جنگ نہ کرلوگے جوچھوٹی چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہروں والے پست ناک والے ہوں گے ۔ ان کے چہرے ڈھال) جیسے ہوں چوڑے ہوں گے ۔بخاری مسلم دونوں میں یہ روایت موجود ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی تھی کہ تم ترکوں سے ضرور مقابلہ کروگے پھر ان کے حلیے سے بھی متنبہ فرمادیا تھا۔چنانچہ 656ہجری میں ہلاکوخان کے لشکروں نے خراسان وو عراق پر سخت خون ریزی اور لوٹ مار کی اس کو بھی ایشیاء کوچک میں شکست عظیم ہوئی ۔

۔اترکواالترک ماترکوکم فلانہم اول من یسلب امتی ملکھم15

طبرانی ۔ ابونعیم بروایت) ابن مسعود طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ۔ کہ ترکوں کو نہ چھیڑنا جب تک کہ وہ تم سے چھیڑ خوانی نہ کریں کیونکہ یہی وہ قوم ہے جو سب سے) پہلے میری امت سے ان کا ملک چھین لے گی ۔ اب دیکھیے ۔ یہ واقعہ ساتویں صدی ہجری میں حدیث کے مطابق ظاہر ہوااور انھیں ترکوں نے سلطنت عباسیہ کا خاتمہ کیا اور مستعصم باللہ خلیفہ بغداد ماراگیا کتب خانہ دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا ۔ کہا جاتا ہے کہ مہینوں تک اس کا پانی سیاہ ہوتارہا۔ مقام غور طلب ہے کہ سات سو سال پہلے جس واقعے کا اظہار آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے کردیا تھا ۔ ٹھیک اسی طرح اس کے مطابق ظاہر ہوا ۔ اس لئے اس سے الفاظ حدیث کی صحت کا کمال یقین حاصل ہوا ۔

۔خذہاخالدۃ قالدۃ لاینزعہا یا نبی ابی طلحۃ منکم الاظالم16

استعاب ابن عبدالبرفتح مکہ 20 رمضان سن 8ھ سـمـہ جس وقت کہ مکہ پر مسلمان قابض ہوئے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی کلید طلب فرمائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ کے گھرانے سے کلید لاکر بیت) اللہ کھولا اس کے بعد اس کو واپس دینے سے انکار کردیا ۔ حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! کہ اسلام کسی کی حق تلفی کے لئے نہیں آیا ہے ۔ اس کا حق تلف نہیں کیا جاسکتا مختصر یہ کہ آپ نے شیبہ کو بیت اللہ کی چابی واپس دیتے ہوئے فرمایا کہ تم یہ کنجی سنبھالو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے وہی شخص چھینے گا جو ظالم اور بدمعاش ہوگا ۔ ہزاروں کی تعداد میں حاجیوں کا گروہ ہر سال بیت اللہ کی زیارت کے لئے مکہ شریف جاتا ہے ۔ کوئی دریافت کرے کہ کیا خاندان ابوطلحہ کی نسل باقی ہے یا نہیں ؟ بیت اللہ کی کنجی انھیں کے ہاتھ میں ہے یا نہیں یقیناً اثبات میں جواب پائے گا ۔ دوستو! اگر رسول عربی ﷺ کا کلام غلط ہوتا تو کچھ دیر کے لئے تسلیم کرلیا جاتا مگر نہیں ۔ انہوں نے ایک لفظ بھی خواہش نفسانی سے نہیں کہا ۔ حضرات آج تک 8 ہجری کی پیش گوئی برقرار ہے ۔ کیا اب بھی ہم احادیث نبویہ سے روگردانی کریں گے ۔ کلاوحاشا ۔

۔ مسنداحمد اور مسلم جلد نمبر 2 ص 392 میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طول عبارت کے ساتھ مروی ہے ۔ کہ آپ نے فرمایا تھا ۔ یفتحون قسطنطنیہیعنی آپ نے لوگو ںکوفتح قسطنطنیہ کی بشارت دی تھی ۔ اسی طرح17 ابوداؤد (جلد2 ص 235) میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الملحمۃ الکبري فتح القسطنطنیۃ

الحدیث 855 ہجری (1352 عیسوی) میں محمد فاتح سلطان نے فتح کیا یعنی کتاب مسند سے چھ صدیوں اور سال ہجرت سے ساڑھے آٹھ صدیوں کے بعد حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق لوگوں نے اسے اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا ۔ مگر قربان جائیے محدثین کی صداقت اور دیانت پر کہ انہوں نے کس وثوق کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو دفتر حدیث میں جگہ دی ۔ جوان سے کئی صدیوں بعد سچی ثابت ہوئیں ۔

۔ تفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ18

بیہقی وحاکم وطبرانی) آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے تہتر فرقے بن جایئں گے ۔ دیکھئے آج تیرہ سو سال سے زیادہ اس پیش گوئی کو ہورہے ہیں ۔ لیکن اسی طرح یہ حدیث بتارہی ہے ۔ جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا) تھا ۔ کیا آپ غور نہیں کرتے ۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آغاز تک وہی واحد اور جامع نام سب کا رہا جیسا کہ قرآن حکیم نے بتلایا ۔

هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

یعنی ابراہیمؑ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ۔ لیکن خروج خوارج کے بعد نئے نئے فرقے رونما ہورہے ہیں ۔ جیسے منکر حدیث ۔ قادیانی بریلوی وغیرہ ۔ اوران سب کو ہی ان ناموں پر ناز ہے ۔ یہ پیش گوئی حقیقت میں نصف النہار کی طرح ہدایت وصداقت کے ساتھ ہیں اور روز روشن ہے ۔ انصاف کی رو سے ان کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھو تو تمھیں اس کی صداقت اچھی طرح معلوم ہوجائے گی ۔ اور تعصب کا سدباب ہوجائے گا ۔

۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں پیش گوئی کے باب میں درج ہیں ۔ لیکن دو ایک اور بھی ذہن نشین کرلیں ۔ اور امام بیہقی نے بروایت عبدالرحمن بن عبدالباری بیان کیا ہے ۔ کہ جب کسری بن ہرمز بن پرویز نے آپ ﷺ19 کے فرمان دعوت اسلام کو پڑھ کر پھاڑ ڈالا تھا ۔ تو آپ نے خبر پاتے ہی اس نہ ہنجار کے حق میں فرمایا ۔ فرق کسري ملکہیعنی کسریٰ نے اپنی سلطنت کو چاک کرڈالا ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آخری کسریٰ خلیفہ راشد حضرات عثمان ذی النورین کے لشکر سے ہلاک ہوتا ہے ۔ اور پھر اس سلطنت کا نام ونشان دنیا سے مٹ جاتا ہے ۔

تتمہ مضمون حدیث

اس کے ثبوت میں ایک ایسی بین واضح حدیث قلم بند کرتا ہوں جو کم فہم وزی فہم دونوں ے کے لئے برھان قاطع ہوگی اور حسن ظن ہے کہ منکر سنت نبویہ راہ راست پر آجایئں گے ۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام بادشاہوں کے پاس اسلام کے پیغام ارسال فرمائے تھے ان میں سے آپ ﷺ کا وہ خط جو آپ نے مصر واسکندریہ کے بادشاہ مقوقش کے نام لکھوایا ۔ درج زیل ہے ۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوش عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدي اما بعد فانی ادعوک بدعایۃالاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیتقانما علیک اثم اہل القبط ویا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولایتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

زادلمعاد جلد1) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کے بندے اوراوراس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے قوم قبط کے بادشاہ مقوقش کی طرف سلام ہواس پر جوہدایت کا پیرو ہو۔ بعدازیں یہ کہ میں تمکو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام) لے آئو تو بچ جائو گے۔ اور تم کو اللہ تعالیٰ دگنا ثواب دے گا۔ اور اگر روگردانی کرو گے تو ساری قوم قبط کا گناہ تم پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کیطرف آئو جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانیں۔ اور ہم میں سے کوئی بھی کسی کو خدا کے سوا رب نہ مانے۔ پس اگر وہ (اہل کتاب) روگردانی کریں تو اے مسلمانو! تم کہو!(اے لوگو) تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس خط کو آپ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی معرفت روانہ کیا۔ انہوں نے دربار شاہی میں عام مجمع کے سامنے بادشاہ کو مخاطب کر کے نہایت پر اثر تقریر کی۔ اور اس ملک کے بادشاہ فرعون کی طغیانی و سرکشی اور اس کے انجام پر عبرت کی نصیحت کی بادشاہ نے آپ ﷺ کے اس مبارک خط کو ہاتھی دانت کے ایک نفیس ڈبے میں بند کر کے توشہ خوانوں میں نہایت ہی حفاظت سے رکھ چھوڑا۔ اور قاصد کو بہت کچھ تحفے تحائف دے کر واپس کیا یہ خط اسی طرح محفوظ رہا۔ جس طرح انہوں نے رکھا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے ظہور کا وقت آیا۔ اور عیسا یئوں کی ایک خانقاہ سے خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان صاحب کی خدمت میں پہنچا انہوں نے اس کا فوٹو چھپا کر تمام اطراف واکنات میں شائع کرایا۔ چنانچہ مجھے بھی جناب مولانا و استانا ابو القاسم صاحب سیف بنارسی مدظلہ نے دکھلایا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے پاک خلیل سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کے خط کا نقش دکھایا اور ہم کو اس کے پاک کلمات کے یاد کرنے والوں اور لوگوں تک پہنچانے والوں میں بنایا۔ یہ نقش احادیث نبویہ کی صحت پر اس طرح شہادت دیتا ہے کہ اس کے الفاظ بالکل وہی ہیں جو کتب حدیث میں حفاظ سے مروی ہیں۔ اور اس کی دوسری شہادت احادیث نبویہ کی صحت پر یہ ہے کہ صحیح روایتوں میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے مختلف حکمرانوں (بادشاہوں) کے نام خط لکھوانے شروع کیے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے مشورہ دیا کہ عجمی باشاہ نے مہر خط نہیں پڑھتے تو آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ ﷺ کا نقش تین سطروں میں اوپر نیچے لکھوایا سب سے نیچے سب سے اوپر اللہ وسط میں رسول اور سب سے نیچے محمد تھا بعینہ اسی طرح اس فوٹو میں ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے بنوایا تھا۔ ان دونوں شہادتوں سے ہماری تصدیق ہوتی ہے۔

مسلمانوں اگر یہ حدیثیں وحی الٰہی نہ ہوتیں تو اس طرح آپ کے فرمان کے مطابق نہ ثابت ہوتیں۔ یقیناً یہ خدا کی بتلائی ہوئی باتیں ہیں۔ رسول کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ تمام پیش گوئیاں اپنے وقت پر ظاہر ہوئیں۔ اور ہوں گی۔ دراصل سچے رسول کے پرکھنے کی یہی کسوٹی ہے۔ آخر میں یہ عاجز اللہ سے دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ رب العزت ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو اپنے رسول ﷺ کی احادیث پر کامل طور سے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (اخبار محمدی دہلی جلد نمبر18 ش 24)

مفتی فضیلۃ الشیخ حسنین محمد مخلوف

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد11 ص62-80

محدث فتویٰ